# غریب القرآن والحدیث اور ابو عبید الہروی
# کی
# کتاب الغریبین

ڈاکٹر عبد الرحیم اشرف بلوچ

ادارہ تحقیقات اسلامی کے محقق جناب ڈاکٹر عبد الرحیم اشرف صاحب کو حال ہی میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے ڈاکٹریٹ کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ جس اہم مخطوطہ کی تحقیق متن پر انہیں اس سند اعزاز سے سرفراز کیا گیا' موصوف نے "فکر و نظر" کے قارئین کیلئے اس کا ایک اجمالی تعارف پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے شروع میں ان کتابوں کا اجمالاً ذکر کیا ہے جو غریب القرآن اور غریب الحدیث کے موضوع پر لکھی گئیں' اس کے بعد کتاب الغریبین کے مولف کے اجمالی تعارف کے ساتھ ان کی کتاب کو متعارف کرایا ہے۔ (مدیر)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم اللہ جل جلالہ کا وہ کلام مبین ہے جو عربی زبان میں نازل کیا گیا اور اس میں نہ کوئی ابہام ہے اور نہ کوئی تضاد۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ روشن اور بیّن کلام نازل فرما کر اقوام و ملل عالم کے لئے ایک دستور العمل فراہم کر دیا جو دنیاوی فلاح اور اخروی نجات کا واحد ذریعہ ہے۔ اس دستور حیات کی مزید تشریح و تفسیر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے افعال و اقوال اور اپنی سنت مطہرہ کے ذریعے فرمائی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اس کے جملہ اسرار و رموز منکشف فرمائے۔

عربی زبان کی وسعت اور جامعیت پر بحث کا نہ تو یہ محل ہے اور نہ ہی اہل علم و ادب کے سامنے اسے دہرانے کی ضرورت ہے کہ عربی زبان میں ایک ہی معنی کے لئے مترادفات کتنی

کثرت سے استعمال ہوتے ہیں ۔ اسی طرح معنی میں ذرا سے فرق سے نئے الفاظ کا استعمال اور ایک ہی لفظ کا متعدد معانی و مفاہیم کا حامل ہونا عربی زبان کا وہ خاصہ ہے جس سے شناوران بحر زبان و ادب عربی اور غواصان علوم و فنون ہرگز ناآشنا نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کی زبان عربی ہونے کے باوجود بعض اوقات انہیں قرآنی مفاہیم و مطالب کو سمجھنے کے لئے دربار نبویؐ سے رجوع کرنا پڑتا تھا اور آپ ان مشکل مقامات کی تشریح و تفسیر فرما دیا کرتے تھے۔ عہد نبویؐ کے بعد صحابہ کرام اللہ جل جلالہ کے کلام کے علاوہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو بھی سمجھنے کے لئے دور جاہلیت کے اشعار اور کلام عرب سے مدد لیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ مجھے فاطر السموت والارض کا معنی سمجھ میں نہیں آتا تھا یہاں تک کہ ایک روز میرے پاس دو اعرابی ایک کنویں کی ملکیت کا تنازعہ لے کر آئے اور ان میں سے ایک نے کہا: انا فطرتھا۔ یعنی میں نے اسے پہلے پہل کھودا تھا۔ اسی طرح ان سے یہ بھی مروی ہے کہ مجھے قرآن کریم کی اس آیت " انہ ظن ان لن یحور " (۱) میں موجود کلمہ "یحور" کا مفہوم معلوم نہیں تھا۔ یہاں تک کہ میں نے ایک اعرابی عورت کو اپنی کسی بیٹی کو پکارتے سنا جو کہہ رہی تھی: "حوری" یعنی واپس آجاؤ (۲)۔

عکرمہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب تم مجھ سے قرآن کریم کے غریب یعنی نامانوس الفاظ کے بارے میں پوچھنا چاہو تو پہلے اسے عربی شاعری میں تلاش کرو کیونکہ عربی شاعری عربوں کا انسائیکلوپیڈیا ہے (۳)۔ اسی طرح سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس سے کسی لفظ کی تفسیر و تشریح کے بارے میں جب پوچھا جاتا تو آپ اس کی تشریح فرمانے کے بعد کہتے: کیا تم نے فلاں شعر نہیں سنا اور فلاں شاعر کا کلام نہیں سنا جس میں یہ لفظ یوں استعمال ہوا ہے (۴)۔

یہ وہ وجوہات ہیں جن کی بناء پر قرآن و حدیث میں وارد غریب، نامانوس اور متعدد معانی و مفاہیم کے حامل الفاظ کو سمجھنے اور ان کی تشریح و تفسیر کی طرف علماء زبان و ادب اور لغت کے ماہرین متوجہ ہوئے اور اس کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے غریب القرآن اور غریب الحدیث کو

اپنی تصنیف و تالیف کا موضوع بنایا۔

## کلمہ غریب:

کلمہ "غریب" کے مفہوم و معنی کے تعین میں علماء لغت کا اختلاف ہے۔ امام راغب الاصفہانی کی رائے میں ہر اس لفظ کو غریب کہا جاتا ہے جس کا معنی فوراً ذھن میں نہ آئے اور جس کی کوئی مثال نہ ملتی ہو۔ اس طرح غریب ایسے الفاظ کو کہا جائے گا جن کا مفہوم دیر سے اور مشکل سے سمجھ میں آئے اور لغت میں ان الفاظ کی مثالیں اور مترادفات موجود نہ ہوں (۵)۔ علامہ سیوطی کے نزدیک غرائب جمع ہے غریبۃ کا اور اس سے مراد نامانوس کلام ہے (۶)۔ صاحب قاموس نے کلام غریب کو فصیح کلام کے مقابل قرار دیا ہے (۷)۔ امام ابو سلیمان حمد بن محمد الخطابی کے بقول کلام غریب وہ کلام ہے جو پیچیدہ ہو اور فہم و پہچان سے بعید تر ہو جیسا کہ لوگوں میں سے غریب الوطن وہ شخص کہلاتا ہے جو اپنے گھربار سے دور ہوتا ہے۔ لہذا غریب کلام سے یا تو ایسا کلام مراد ہے جس کا مفہوم سمجھ اور فہم سے دور ہو اور اس کا سمجھنا سوچ و بچار اور غور و فکر کے بعد ہی ممکن ہو یا پھر وہ کلام مراد ہے جو تہذیب و ثقافت کے مراکز سے دور رہنے والے اپنی گفتگو میں استعمال کرتے ہوں۔ یعنی دور دراز کے قبائلی لوگوں کی لغت اور الفاظ جنہیں سن کر ہمیں اجنبیت محسوس ہو اور وہ الفاظ ہمیں نامانوس لگیں (۸)۔

ابن الاثیر کی رائے ذرا مختلف ہے۔ انہوں نے الفاظ مفردۃ کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ ان کے نزدیک الفاظ کی ایک قسم خاص ہے اور دوسری قسم عام ہے۔ عام الفاظ تو وہ ہیں جو تمام اہل لسان کے مابین متداول ہوں اور ہر کوئی انہیں سمجھتا اور استعمال کرتا ہو جبکہ خاص الفاظ وہ الفاظ ہیں جو نامانوس اور مخصوص معانی کے حامل ہوں اور انہیں صرف وہی لوگ جانتے ہوں جن کے استعمال میں وہ الفاظ رہتے ہیں (۹)۔

## تاریخ تصنیفات غریب القرآن والحدیث

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے غریب القرآن کو اپنا موضوع بنایا اور ان کی تشریح و تفسیر اشعار جاہلی اور کلام عرب کی روشنی میں فرماتے تھے البتہ انہوں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں فرمائی۔ اس موضوع پر سب سے

پہلی تصنیف ابو سعید ابان بن تغلب البکری المتوفی ۱۴۱ھ کی قرار دی جا سکتی ہے (۱۰) ۔ البتہ اکثر اصحاب تراجم کی رائے میں سب سے پہلے عالم جنہوں نے اس موضوع پر کوئی کتاب تصنیف فرمائی ہے وہ ابو عبیدہ معمر بن المثنی المتوفی ۲۱۰ھ ہیں ۔ اس کے بعد بقول سیوطی غریب القرآن کے موضوع پر تصنیفات کی بھرمار ہو گئی اور بے شمار افراد نے کتابیں تصنیف کیں (۱۱) ۔

امام زرکشی غریب القرآن کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں : اس موضوع پر بہت سے لوگوں نے متعدد کتابیں لکھی ہیں جن میں سے ابو عبیدہ کی کتاب المجاز' ابو عمر غلام ثعلب کی یاقوتۃ الصراط قابل ذکر ہیں۔ ان میں مشہور ترین کتاب ابن عزیز السجستانی کی کتاب اور الہروی کی کتاب الغریبین ہیں (۱۲) ۔ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں ابو عبیدہ کی کتاب "غریب القرآن" کا اس فن کی پہلی کتاب کے طور پر ذکر کیا ہے (۱۳) ۔

غریب الحدیث کے موضوع پر سب سے پہلی تصنیف ابو عبیدہ کی قرار دی جاتی ہے اور ان کے بعد ابو عدنان عبدالرحمن بن عبدالاعلی السلمی کی تصنیف کا نمبر ہے (۱۴) ۔ البتہ سیوطی رحمہ اللہ کی رائے میں نضر بن شمیل وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے غریب القرآن کے موضوع پر اپنی کتاب تصنیف فرمائی ہے (۱۵) ۔ چونکہ نضر بن شمیل ابو عبیدہ اور ابو عدنان کا معاصر ہونے کے علاوہ ان سے پہلے انتقال کر گئے تھے اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس موضوع پر سبقت کا افتخار انہی کو حاصل ہے۔

غریب القرآن اور غریب الحدیث کے موضوع پر ابتدائی تصنیفات کے بعد بے شمار لوگوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور ہر کتاب اپنی جگہ ممتاز حیثیت کی حامل ہے۔ ہر قرن اور ہر عہد میں ایسے علماء اور ائمہ فن گزرے ہیں جنہوں نے ہر دو موضوعات پر قلم اٹھایا اور اپنی گراں مایہ تصنیفات بطور یادگار چھوڑ گئے ۔ طوالت کلام کے خوف سے ان کا ذکر یہاں نہیں کیا جا رہا البتہ اپنے عربی مقدمہ میں میں نے ان کا تفصیل سے صدی وار ذکر کیا ہے۔

### کتاب الغریبین کا دیگر کتب غریب سے موازنہ :

غریب القرآن کے بعض مصنفین نے اپنی تصنیفات میں قرآن کریم کی سورتوں کی ترتیب کو ملحوظ رکھا اور ہر سورۃ میں مذکور غریب اور شاذ لغات کی تفسیر و تشریح الگ الگ پیش کی ۔

جیسا کہ ابن عباس کی تفسیر کو سیوطی نے الاتقان میں پیش کیا۔ اس کے بعد دیگر مصنفین نے یہی منہج اپنایا جیسے ابو عبیدہ کا مجاز القرآن اور فراء کا معانی القرآن اور نظام نیشاپوری کا غرائب القرآن اسی ترتیب و منہج کے مطابق تالیف کئے گئے ہیں۔

ابوبکر محمد بن عزیز السجستانی المتوفی ۳۳۰ھ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی کتاب نزھۃ القلوب میں غریب الفاظ و لغات کو حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق پیش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس میں سے کسی لغت کو تلاش کرنا کافی حد تک مشکل ہے۔ کیونکہ انہوں نے الفاظ کے حرکات فتحہ، ضمہ و کسرہ اور الفاظ کی صوتی صورت کو بنیاد بنایا نہ کہ حروف کے اصل مادہ کو۔

امام راغب الاصفہانی المتوفی ۵۰۲ھ نے اپنی کتاب المفردات فی غریب القرآن میں جو طریقہ اپنایا وہ بھی کافی حد تک پیچیدہ ہے۔ انہوں نے متعدد الفاظ کو اپنے مقام سے ہٹا کر دیگر مواضع پر پیش کیا ہے۔ زمخشری نے بھی اساس البلاغۃ میں اسی منہج کو اپنایا اور عرصہ دراز تک لوگ یہی سمجھتے رہے کہ یہی وہ پہلی کتاب ہے جسے حروف تہجی کی ترتیب پر مدون کیا گیا ہے۔ مگر کتاب الغریبین کے پہلے حصہ کی تحقیق کے بعد یہ بات واضح ہو گئی کہ الہروی ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہیں زمخشری اور راغب اصفہانی سے بہت پہلے حروف تہجی کی ترتیب کو ایجاد کرنے کا افتخار حاصل ہو چکا تھا۔ کتاب الغریبین کے پہلے حصہ کو محمود محمد الطناحی نے ایڈٹ کیا ہے جو کتاب الالف سے لیکر کتاب الجیم کے آخر تک کے حصہ پر مشتمل ہے۔ یہ حصہ قاھرہ، مصر سے چھپ چکا ہے۔

جہاں تک غریب الحدیث کے موضوع پر تالیف کردہ کتب کا تعلق ہے تو ان میں بھی مختلف مناہج کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مثلاً زمخشری کی الفائق فی غریب الحدیث جسے اس فن کی امہات الکتب میں شمار کیا جاتا ہے اگرچہ حرف تہجی پر ترتیب دی گئی ہے لیکن اس میں مصنف نے صرف باب کی حد تک حروف تہجی کی ترتیب کا خیال رکھا ہے۔ جہاں تک باب کے اندر لغات کا تعلق ہے تو ان میں اس ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا گیا جس کی وجہ سے اس سے استفادہ مشکل ہو کر رہ گیا ہے۔ اسی طرح ابن قتیبہ کی کتاب غریب الحدیث میں بھی کسی خاص ترتیب کا لحاظ کئے بغیر الفاظ کی تشریح و تفسیر کی گئی ہے۔

اس فن کی سب سے مشہور کتاب ابو عبید القاسم بن سلام المتوفی ۲۲۴ھ کی غریب الحدیث ہے جسے علماء و ائمہ علوم نے بہت سراہا ہے مگر اس میں بھی انہوں نے کسی مخصوص ترتیب کا خیال نہیں رکھا جس سے اس کتاب کی وہ افادیت نہیں رہی جو ہونی چاہئے تھی۔

اس طرح ابو عبید الہروی کی کتاب الغریبین ان تمام کتب غریب القرآن اور غریب الحدیث میں ایک نہایت ہی اہم حیثیت کی حامل ہے جس میں انہوں نے حروف تہجی کی ترتیب پر غرائب القرآن اور غرائب الحدیث کی لغوی تفسیر و تشریح کی اور نہ صرف ابواب کو حروف تہجی کی ترتیب دی بلکہ ابواب کے اندر لغات میں بھی اس حسن ترتیب کو ملحوظ رکھا۔

ابو عبید الہروی:

آپ کا نام ابو عبید احمد بن محمد بن محمد بن ابی عبید العبدی المودب الہروی الباشانی ہے۔ یہ نام اور سلسلہ نسب ابن خلکان کا بیان کردہ ہے۔ العبدی کی نسبت سوائے ابن خلکان کے کسی اور نے بیان نہیں کی ہے اور یہ نسبت عبدالقیس بن ربیعہ بن نزار کی طرف ہے۔ جبکہ المودب ایسے شخص کو کہا جاتا تھا جو لوگوں کو تعلیم و تربیت دیتا ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ استاذ کی حیثیت سے مشہور تھے۔ الہروی کی نسبت افغانستان کے مشہور شہر ہرات کی طرف ہے جبکہ الباشانی کی نسبت ہرات کے مضافات کے ایک گاؤں باشان کی طرف ہے۔ ابن خلکان نے اپنی کتاب وفیات الاعیان میں اگرچہ ابو عبید کی نسبت الفاشانی ذکر کیا ہے مگر یاقوت الحموی کی کتاب معجم البلدان سے واضح ہے کہ الفاشانی کی نسبت درست نہیں۔ کیونکہ فاشان مرو کے علاقے کی ایک بستی کا نام ہے جس سے ابو عبید الہروی کا کوئی تعلق ثابت نہیں ہوتا۔ جبکہ ہرات کے مضافات میں باشان نامی گاؤں کا ذکر الحموی نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور اسی کی طرف الہروی کو منسوب کیا ہے (۱۶)۔

الہروی کی زندگی کے حالات کچھ زیادہ مشہور نہیں ہیں۔ ان کی تاریخ ولادت اور مقام ولادت کے بارے میں کوئی نہیں جانتا البتہ تاریخ وفات یقینی طور پر ۴۰۱ھ ماہ رجب المرجب ہے جیسا کہ ابو عمر المليحی جو کتاب الغریبین کے راوی ہیں صراحت سے بیان کرتے ہیں۔

ابو عبید الہروی امام ابو منصور الازہری ' تھذیب اللغۃ کے مصنف کے شاگرد خاص تھے اور

آپ ہی کی معرفت پہچانے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ الہروی کے اساتذہ میں ابو سلیمان الخطابی، احمد بن محمد بن یاسین اور ابو اسحاق احمد بن محمد بن یونس البزاز کے نام زیادہ مشہور ہیں۔

ابو عبید الہروی کی طرف سوائے دو کتابوں کے اور کسی کتاب کی نسبت نہیں پائی جاتی۔ پہلی کتاب ولاۃ ھرات ہے جسے یاقوت نے معجم الادباء میں ذکر کیا ہے جبکہ دوسری کتاب الغریبین ہے جسے ہر اس شخص نے ذکر کیا ہے جس نے ابو عبید کی زندگی پر چند سطور بھی تحریر کئے۔ آپ کی وجہ شہرت دراصل یہی کتاب ہے۔

کتاب الغریبین :

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ابو عبید الہروی نے اپنی پوری زندگی اسی کتاب کی تالیف و تصنیف میں صرف کر دی تھی جسے ہر دور کے علماء نے بے حد سراہا ہے اور ابن الاثیر نے تو اس کی نہ صرف حد درجہ تعریف و توصیف بیان کی ہے بلکہ انہوں نے اپنی کتاب النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر کی بنیاد جن دو کتابوں پر رکھی ان میں سے ایک یہی کتاب الغریبین ہے۔

اس کتاب میں ابو عبید سب سے پہلے قرآن کریم میں مذکور متعلقہ لغت کی تفسیر و تشریح کرتا ہے اس کے بعد حدیث نبوی میں وارد لغت کی اور ازاں بعد آثار صحابہ و تابعین میں آنے والے غریب لغات کو اپنی تفسیر و تشریح کا موضوع بناتا ہے۔ لغوی تشریح و تفسیر میں آپ عربی اشعار، کلام عرب اور امثال و محاورات سے مدد لینے کے علاوہ ائمہ لغت و تفسیر و حدیث کے اقوال و آراء کو بھی پیش کرتے ہیں ۔ ان میں ابن عباس، مجاھد، ضحاک، ابو عبیدہ، ابو عبید، ابن قتیبہ القتیبی، الفراء، الثعلب، الشعبی، الحربی، المبرد، ابوبکر ابن الانباری، شمر، ابن عرفۃ اور سب سے بڑھ کر آپ کے استاذ مکرم ابو منصور الازھری نمایاں ہیں۔

مصنف نے اگرچہ سند کو بیان نہیں کیا ہے مگر وہ اپنا لغوی سند کہیں کہیں بیان کر دیتے ہیں ۔

الہروی پوری حدیث بیان نہیں کرتے بلکہ اس کا صرف اتنا حصہ بیان کرتے ہیں جس میں وہ لغت استعمال ہوا ہے جسکی تفسیر و تشریح مطلوب ہے۔ حتی کہ ایک ہی حدیث میں اگر متعدد لغات تفسیر و تشریح طلب ہوں تو وہ انہیں بھی چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ہر ٹکڑے

کو اپنے مقام پر بیان کرتا ہے۔ ابن الاثیر نے النہایۃ میں اس منہج کو اختیار کیا ہے۔

ابو عبید الہروی سے کتاب الغریبین کئی علماء نے روایت کی ہے۔ ان میں سے بعض روایات کا ذکر کتب تراجم میں ملتا ہے۔ ان تمام روایات میں ابو سعد المالینی المتوفی ۴۱۲ھ کی روایت سب سے زیادہ قابل اعتبار اور معتبرو مستند سمجھی جاتی ہے جو سب سے قدیم ترین روایت بھی ہے۔ دوسری روایت ابو سہل الہروی المتوفی ۴۳۳ھ کی ہے اور تیسری روایت ابو عثمان الصابونی المتوفی ۴۴۹ھ کی ہے۔ چوتھی روایت جسے السبکی نے اپنی کتاب الطبقات الشافعیۃ الکبری میں ذکر کیا ہے ابو عمر الملیحی المتوفی ۴۶۳ھ کی ہے۔

کتاب الغریبین کے اگرچہ متعدد نسخے اس وقت تک موجود ہیں مگر ان میں سے زیادہ تر ناقص اور بوسیدہ یا نامکمل ہیں۔ البتہ چند ایک نسخے ایسے ہیں جو بہتر حالت میں ہیں اور وہ دارالکتب المصریۃ قاہرہ میں محفوظ ہیں۔

میں نے اپنے حصہ کی تحقیق کے لئے جس نسخہ کو اصل قرار دیا ہے وہ دارالکتب المصریۃ میں نمبر۱۰۱۶ تفسیر کے تحت محفوظ ہے اور اس کی فوٹوگرافک تصویر (مائیکروفلم) ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد میں موجود ہے۔ یہ نسخہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ کتاب کے شروع سے لیکر حرف شین کے آخر تک اور دوسرا حصہ کتاب الصاد سے لیکر باب الیاء مع الھمزہ تک ہے۔ گویا یہ آخر سے ناقص ہے۔ اس کے ہر صفحہ پر سطروں کی اوسط تعداد تیس ہے اور کتاب کا نام پہلے صفحہ پر کتاب الغریبین العزیزین درج ہے۔

دوسرا نسخہ جس سے میں نے اصلی نسخہ کا مقابلہ اور مقارنہ کیا ہے وہ دارالکتب المصریۃ میں نمبر ۵۵ لغتہ / تیمور کے تحت محفوظ ہے۔ یہ تین اجزاء پر مشتمل ہے اور ابو سعد المالینی کی روایت کردہ ہے۔ اس کا پہلا جزء کتاب الزاء پر ختم ہوتا ہے اور دوسرا جزء کتاب الفاء پر۔ تیسرا جزء چونکہ دستیاب نہیں تھا لہٰذا کتاب الفاء تک کے حصہ تک اصل نسخہ کا مقارنہ اور موازنہ اسی سے کیا گیا ہے۔

تیسرا نسخہ ابتداء سے ناقص ہے اور یہ جامعۃ الدول العربیۃ قاہرہ میں نمبر ۵۴ لغتہ / تیمور کے تحت محفوظ ہے اور ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد میں اس کی مائیکروفلم موجود

ہے۔ یہ احمد بن ابراہیم بن محمد بن الحسن الساوی کے قلم سے تحریر شدہ ہے۔ اس کا صرف تیسرا جزء موجود ہے اور وہ کتاب الفاء سے شروع ہو کر آخر کتاب تک کے حصہ پر مشتمل ہے۔ اس کے ابتدائی ۲۲ صفحات ناقص ہونے کی وجہ سے النھایۃ سے نقل کردہ ہیں لہٰذا کتاب الفاء کے ناقص ہونے کی وجہ سے میں نے اصل نسخہ کا اس نسخہ سے موازنہ کتاب القاف سے لیکر کتاب اللام تک کے حصہ سے کیا ہے۔

دارالکتب المصریہ میں ۱۶۷ تفسیر اور ۲۰ ش کے تحت اور نسخے بھی محفوظ ہیں مگر انتہائی بوسیدگی کی وجہ سے دارالکتب والوں نے ان کی مائکروفلم بنانے کی اجازت نہیں دی۔

## منہج تحقیق:

نسخہ نمبر۱۰۱۶ تفسیر کو میں نے مخطوطہ کا متعلقہ حصہ ایڈٹ کرنے کے لئے اصل قرار دیا اور پھر اس کا کتاب الفاء تک دوسرے نسخہ ۵۵ لغۃ / تیمور سے موازنہ کیا جس کی طرف میں نے پاورق (Foot Note) پر "م" کی علامت سے اشارہ کیا ہے جو اس کے راوی مالینی، ابو سعد احمد بن محمد بن احمد الشافعی کی طرف اشارہ ہے۔ پھر اصل کا موازنہ تیسرے نسخہ نمبر ۵۴ لغۃ / تیمور سے از ابتداء کتاب القاف تا آخر حرف اللام کیا ہے اور اس کی طرف پاورق پر علامت "س" سے اشارہ کیا ہے جو اس کے ناسخ الساوی، احمد بن ابراہیم بن محمد بن الحسن کی طرف اشارہ ہے۔ تحقیق مخطوط کے سلسلہ میں میں نے درج ذیل امور کا التزام و اہتمام کیا ہے:

اول: اصل نسخہ کے کاتب نے ہر صحابی کے نام کے بعد "رضی اللہ عنہ" لکھنے کا اہتمام کیا ہے جبکہ دوسرے دونوں نسخوں میں اس کا کوئی خاص التزام نہیں کیا گیا۔ میں نے بھی اصل نسخہ کے تتبع میں اس کا التزام کیا ہے۔

دوم: اللہ تعالیٰ کے نام یا کلمہ "قولہ" کے بعد تینوں نسخوں میں عزوجل، جل و علا، یا تعالیٰ کے کلمات کا اضافہ کیا گیا ہے مگر کہیں پر تو کسی نسخہ میں ایک کلمہ ہے تو دوسرے میں کوئی اور، اور تیسرے میں کوئی اور کلمہ جبکہ کہیں پر تینوں نسخوں میں ایک ہی کلمہ ہے لہٰذا میں نے یہاں بھی اصل نسخہ کا تتبع کیا ہے۔

سوم: کتاب الفاء کے آخر تک دوسرے نسخہ سے موازنہ کرتے ہوئے دوسرے نسخہ کے

اضافوں کو میں نے بڑے بریکٹ [ ] کے اندر لکھا ہے اور پاورق پر اس کی صراحت کر دی ہے جبکہ کتاب القاف سے کتاب اللام تک کے حصہ کا موازنہ تیسرے نسخہ سے کیا ہے اور اس میں موجود اضافوں کو بڑے بریکٹ [ ] میں لکھا ہے اور پاورق پر اس کی صراحت کر دی ہے۔

چہارم: کتاب الغریبین کے اس حصہ کا میں نے ابن الاثیر کی کتاب النہایۃ اور ابن منظور کی کتاب اللسان سے موازنہ اور مقارنہ کیا ہے اور کلمات کے اختلاف کے ساتھ ساتھ اعراب کے اختلافات کو بھی پاورق پر درج کیا ہے۔

پنجم: مخطوطہ میں جو اغلاط وغیرہ تھے ان کا میں نے پاورق میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح اصل نسخہ یا دوسرے نسخوں کے حاشیوں پر درج عبارتوں کو بھی میں نے پاورق پر تحریر کر کے صراحت کر دی ہے کہ وہ عبارت کس نسخہ کے حاشیہ پر درج ہے۔

ششم: عبارت میں کہیں کہیں کلمہ "قلت" آیا ہے جس کے کہنے والے الہروی ہیں لیکن تیسرے نسخہ کے کاتب نے کلمہ قلت کی بجائے "قال الشیخ رحمہ اللہ" لکھا ہے۔ میں نے پاورق پر اس کی صراحت کر دی ہے۔

ہفتم: مخطوطہ کی عبارت میں جہاں کہیں کوئی خلل یا خامی پائی گئی میں نے اس کی درستگی دوسرے یا تیسرے نسخہ سے کر دی ہے اور جہاں جہاں ان سے اصلاح و درستگی ممکن نہ تھی وہاں دوسرے مصادر مثلاً ابن الاثیر کی النہایۃ، ابن منظور کی اللسان، زمخشری کی الفائق، الازہری کی تھذیب اللغۃ، ابو عبید القاسم بن سلام کی غریب الحدیث اور دیگر کتب لغت و تفسیر سے تلاش کر کے اسے درست کیا ہے اور بعض اوقات عبارت کی درستگی کے لئے بریکٹ میں ایک آدھ کلمہ کا اضافہ بھی کیا ہے اور پاورق پر اصل ماخذ و مصدر کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔

میں نے پوری کوشش کی ہے کہ اپنے ذمہ عائد کردہ اس حصہ کی تحقیق کا کام انتہائی اعلی معیار کے تحت اصل نسخہ کی عبارت کے مطابق انجام دوں۔ باوجودیکہ یہ کام نہایت مشکل اور صعوبتوں سے پر تھا مگر اللہ جل جلالہ کی مہربانی و عنایت اور اس کی عطا کردہ توفیق سے میں اسے

تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوا ہوں' کیونکہ وہی کار ساز و رہنما ہے۔ وھو ولی التوفیق

## حواشی

۱۔ القرآن : ۸۴ / ۱۴۔

۲۔ الزرکشی : البرہان ۱/ ۲۹۳' القرطبی : تفسیر۱/ ۴۴

۳۔ السیوطی: الاتقان فی علوم القرآن ۱/ ۱۲۱

۴۔ القرطبی : مقدمہ تفسیر القرطبی ۔ ص ۲۴

۵۔ الاصفہانی : المفردات فی غریب القرآن' مادہ "غریب"

۶۔ السیوطی : الاتقان ۲/ ۳

۷۔ الفیروز آبادی : القاموس ۔ دیکھئے مقدمہ

۸۔ حاجی خلیفہ :کشف الظنون ۔ ص ۱۲۰۳

۹۔ ابن الاثیر: النھایہ فی غریب الحدیث والاثر ۔ ص ۳ ۔ ۴ مقدمہ

۱۰۔ یاقوت الحموی : معجم الادباء ۱/ ۱۰۸

۱۱۔ السیوطی : الاتقان

۱۲۔ الزرکشی : البرہان ۱/ ۲۹۱

۱۳۔ حاجی خلیفہ :کشف الظنون ص ۱۲۰۳ و مابعد

۱۴۔ حاجی خلیفہ :کشف الظنون ۔ ص ۱۲۰۳ و مابعد

۱۵۔ السیوطی : الرسائل ص ۱۱۴

۱۶۔ ابن خلکان : وفیات الاعیان ۱ / ۷۹' یاقوت الحموی : معجم البلدان (باشان)